© rasailojaraid.com

سنجر کاشی

جناب ڈاکٹر سید امیر حسن صاحب عابدی، دہلی یونیورسٹی

میر محمد ہاشم متخلص بسنجر، میر حیدر معمائی[1] کے لڑکے اور میر معصوم[2] کے بڑے بھائی کاشان کے رہنے والے تھے۔
۱۰۰ ہجری / ۹۲ - ۱۵۹۱ عیسوی میں ہندوستان آئے اور دربار اکبری میں بار یاب ہوئے۔ یہاں انھوں نے
ر شاہزادوں کی مدح کرنا شروع کی۔ نیز اکبر نے ان کا تخلص فراغی کر دیا۔ کہیں کہیں یہ تخلص بھی ملتا ہے مگر بہت کم:

فراغی این غزل بی گرمیی نیست　　　که در دلہای شب انشا نمودی

ے حاکم مرزا جانی[3] اور ان کے صاحبزادے مرزا غازی[4] سے بھی ان کے بے حد تعلقات ہو گئے اور وہ ان کی مدح
یا کرتے تھے۔

کسی وجہ سے اکبر نے ناخوش ہو کر سنجر کو قید میں ڈال دیا۔ بہرحال اس قید سے رہائی کے بعد وہ بیجا پور جاکر
یم عادل[5] شاہ کے دربار میں پہنچے اور یہ قصیدہ کہہ کر سنایا:

نسیم وش ز سیکروحی خود آمده ام　　　نخوانده ہمچو بہاران بطرف این گلشن

مرو که خود را ارزان بہا فروختہ ام　　　چو ہون بداغ غلامی رواج ده بد کن

یر حیدر معمائی متخلص به رفیعی متوفی در اوایل قرن یازدہم ہجری۔
متوفی بسال ۱۰۵۲ ہجری / ۴۳ - ۱۶۴۲ عیسوی
۹۶۴ — ۱۰۱۴ ہجری / ۱۶۰۵ - ۱۵۵۶ عیسوی
متوفی بسال ۱۰۰۸ ہجری / ۱۶۰۰ - ۱۵۹۹ عیسوی
متوفی بسال ۱۰۲۱ ہجری / ۱۶۱۲ عیسوی
۹۸ — ۱۰۳۷ ہجری / ۱۵۷۹ — ۱۶۲۲ عیسوی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عادل شاہ نے اس کے صلہ میں ان کو خلعت اور قیمتی زمرد کی انگوٹھی عنایت کی ۔ سنجر نے عادل شاہی دو شاہ ملک قمی[1] اور ظہوری[2] ترشیزی کی بھی ستایش کی ہے :

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند — نخست والی غزنین دوم خدیو دکن

رسد بعہد تو شاعر بہ پایۂ ملکی — زہی نوازش شاہ و زہی ظہور سخن

سنجر بیجاپور میں ہی تھے کہ شاہ عباس ماضی[3] نے انھیں خلعت بھجوائی ۔ مگر قبل اس کے کہ وہ خلعت فرمان پہنچے ۱۰۲۱ ہجری / ۱۳ - ۱۶۱۲ عیسوی میں ان کا انتقال ہو گیا ۔

سنجر نے ہندوستان کی آب و ہوا اور یہاں کے ماحول میں ایک لذت محسوس کی تھی :

ز بسکہ خوی بغربت گرفتہ ام سنجر — نہ فکر یار و نہ اندیشۂ دیار کنم

انھوں نے ہندوؤں کی ستائش کی ہے :-

گرچہ ہندو پسران رہزن و نیم شدہ اند — بگذارم بخدا مذہب یزدانی را

نیز وہ ایک وسیع المشرب انسان تھے :-

کفر و اسلام بسنجر نتواں کرد اطلاق — نہ رہ شیخ نہ وادی برہمن دارد

سنجر یہاں سے اپنا کلام ایران بھیجتے رہتے تھے :-

ز مسودات سنجر بجز این غزل ندارم — کہ بارمغان فرستم بسخنوران کاشی

نیز خود ایران جانے کا قصد رکھتے تھے :-

از طبع سنجر ہمتی اینک بایران می روم — این تو غزل در آستین منشور توران در بغل

مؤلف سرو آزاد لکھتے ہیں : " سخنش ہموار است و گہرش آبدار[4] " نیز اس مؤلف کا خیال ہے کہ سنجر کی مثنویاں ، غزلیں ، اور قصیدے تینوں چیزیں ایک سطح پر ہوتی ہیں ۔ صاحب نشتر عشق لکھتے ہیں " ہنر علوم چوں پدر خود بیگانہ بود و در معرکۂ تلاش نظم و فصاحت کلام رستم زمانہ[5] "

---

[1] متوفی بسال ۱۰۲۴ ہجری / ۱۶۱۵ عیسوی

[2] متوفی بسال ۱۰۲۵ ہجری / ۱۶۱۶ عیسوی

[3] ۹۸۵ ـــ ۱۰۳۸ ہجری / ۱۶۲۹ - ۱۵۸۷ عیسوی

[4] ص ۲۶

[5] ورق ۹۴۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سنجر کو اپنی شاعری پر عام شاعروں کی طرح بڑا فخر تھا:-

شہر بیت طلبگار سخنہای تو سنجر — گر مست زگفتار تو ہنگامہ کاتب
آشنا لفظی و بیگانہ خیالی سنجر — بی تکلف سخنان تو شنیدن دارد
از گلشن شیراز صفیری نشنیدم — زانزوی کہ سنجر چمن آرای جہان شد
سزاوارم بمدح خان عالی شان شیرازی — کہ از طبع روانم آب رکن آباد می آید
سنجر از تست بیزداں کہ عزیزش می دار — شہرۂ ہند بکن شاعر ایرانی را
ہمہ شہر، بچو یوسف سخنم عزیز باشد — مثل ست کار کاشاں ہمہ جا بجوش قماشی

[ت]یزدہ تمام شاعروں کی طرح حافظ کی عظمت کے قائل ہیں:-

سنجر از تربت حافظ مددی می طلبم — کہ ہم آوازۂ شیراز کنم کاشاں را

[ا]ن کو بھی اپنے محیط کی ناقدری کا احساس تھا:-

بآں رسید کہ خود را بہیچ مفروشم — بکشوری کہ ہنر را بہا نمی باشد

دیوان سنجر کا ایک قلمی نسخہ جو ۱۰۴۱ ہجری / ۳۲-۱۶۳۱ عیسوی کا لکھا ہوا ہے انڈیا آفس کے کتب خانہ [م]یں موجود ہے (۱۴۰۰) جس میں سب سے پہلے قصیدے[1] ہیں جو شہنشاہ اکبر، پیغمبرؐ، حضرت علیؓ، شہزادہ [س]لیم، سلطان خسرو، مرزا جانی، کوکہ اعظم خاں، چین قلیچ، رفیع الدین حیدر اور ابراہیم عادل شاہ کی مدح [م]یں لکھے گئے ہیں۔ ایک قصیدہ میں شاعر نے اپنی والدہ کی شفقتوں کا بڑے رقیق الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ جن کو [د]یکھے ہوئے انھیں دس برس ہو گئے تھے۔ نیز اکبر سے خواہش کی ہے کہ کسی طرح اسے ایران سے ہندوستان [ب]لوالیا جائے۔ اس لئے کہ وہ خود ایران کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ چکا ہے:-

غمدیدہ پیر والدۂ در وطن مرا — اندر محبت من یعقوب مادراں
ہرگز بمن خطاب نکردی بغیر عمر — ہرگز بمن جواب نگفتی بغیر جاں
گردم بچہرہ شستی آبم برخ زدی — باد ار بمن وزیدی بودی برادگراں
مژگاں بجای شانہ نہادی بموی من — تیمار من نکردی مانند دیگراں
از خدمتش اگر قدمی دور ماندمی — صد بندہ پیش کردی دنبال من رواں

---

[1] ۲۶ عدد تقریباً ۱۰۱۵ شعر۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ده سال شد کنون که ندارد ز من خبر   ده سال شد کنون که نیاید ز من نشان
چشم از فراق من شده از نور بی نصیب   جسم از فراق من شده رنجور و ناتوان
بعد از دعای شاه همین است ورد او   کامسال دیر آمد از هند کاروان
خواهم بدولت تو میسر شود مرا   توفیق پای بوس دے اما درین مکان
ایراہ طاق دادۂ دیرینۂ من است   پیوندها مراست بایں خاک آستان

اسی طرح ایک قصیدے میں انھوں نے اپنے والد کو ایران سے بلوانے کی التجا کی ہے۔

جهان پناه سلامت مرا یکی ست پدر   که مثل خویش ندارد بدانش و فرهنگ
بجرم آنکه ازین آستانه دور شده   هزار جاش رسیداست پای دل بر سنگ
روا مدار که مارا سبو شکسته شود   بچشمۂ که از و فیض برده گبر و فرنگ

قصیدوں کے بعد قطعات[1] کی باری آتی ہے۔ ان میں سے ایک قطعہ وہ ہے جو شاعر نے اپنے وا
کو بھیجا تھا:۔

پدرا صاحبا خداوندا   ای تو مر بنده را خدای دوم

ایک قطعہ میں سنجر نے شہر دہلی کی دل کشی کا ذکر کیا ہے:۔

سودای سواد شهر دهلی   در دل نقش بست چون سویدا

ایک قطعہ میں وزیر غیاث کی مدح سرائی کی گئی ہے اور ایک قطعہ میں انھوں نے اپنے ممدوح سے کہا ہے کہ ا
نے اسے جو گھوڑا عنایت کیا تھا وہ کسی نے دھوکہ سے بدل دیا ہے۔

اس کے بعد غزلوں[2] کی باری آتی ہے جو اس شعر سے شروع ہوتی ہیں:۔

اختیار خود داری هر چه میکنی یارا   گر بخنجر جاں بخشی ور کشی مسیحا را

سنجر کی غزلیں عام طور سے متوسط درجہ کی ہوتی ہیں۔ اب یہاں ان غزلوں سے کچھ منتخب اور عمدہ ا
نقل کئے جاتے ہیں۔

شوقم چو جرس بیند در دامن محملها   آهنگ وطن گیرید آوازهٔ منزلها
سرگرمی صحبتها از سر ننهی ترسم   کافسرده برون آئی چون شمع ز محفلها

---

[1] ۱۸ عدد، تقریباً ۲۰۰ شعر
[2] تقریباً ۲۱۱ شعر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من بودم و او بود دگر ہیچکس امشب — غم جای تو خالی کہ عجب انجمنی بود
ای بخت صبح شادی تا کی بخواب بینی — بردار سر ز بالین تا آفتاب بینی

...عرکا فی انقلابی ہے :-

تا کی این کہنہ مسلمانی میراث پدر — عشق کو تا بہ نیتی تازہ کنم ایمان را

...غزل مسلسل اور بڑی رواں ہے :-

سرخوش و مست بروں تاختہ از میکدہ درش — میگذشتم ز در صومعہ گویای و خموش
مجمعی دیدم از اہل ریا مالا مال — ہمہ تسبیح بدست و ہمہ سجادہ بدوش
تیغکی معرکہ آرا شدہ باریک ذقن ریش — کلنشی پیر و خود ساختہ یک کلہ فروش
ہمچو مینای میم افشاں خیزاں چوں دید — با دم سرد در آمد چو خم می در جوش
مرکب طعن بر انداخت کہ ای دشمن دین — علم شید بر افراشت کہ ای آفت ہوش
آخر ایں ماہ صیام است نترسی ز خدا — آخر این پند رسول است نگیری در گوش
گفتم ای خانقہ زہد ز تو زرق یاد — گفتم ای کوی خموشان ز تو بازار خروش
از تلامیذ تو ابلیس یکی کند سواد — وز مریدان تو محمود یکی حلقہ بگوش
گر نہ ترسم کہ ببد مستی مشہور شوم — زود بردارم از ساغر عرضت سرپوش

غزلوں کے بعد رباعیاں ہیں[1] - ایک رباعی بطور نمونہ پیش کی جاتی ہے :-

دل را خبری کہ باراں آمد — وقت طرب و عشرت یاران آمد
مینا بوداع ہوشیاران برخاست — ساقی بسلام ہوشیاراں آمد

سب کے آخر میں ایک چھوٹی سی مثنوی[2] ہے جو اس بیت سے شروع ہوتی ہے :-

الٰہی سینۂ زرد آشنا دہ — غم از ہر دل کہ بستانی بما دہ

...مثنوی میں خسرو شیرین کی داستان بیان کی گئی ہے - مگر فہرست انڈیا آفس میں لکھا ہوا ہے کہ شاید یہ مثنوی ...اقی نامہ" ہے -

---

[1] ...م عدد
[2] ۵۵ بیت

© rasailojaraid.com

مآخذ

۱۔ آزاد بلگرامی : خزانۂ عامرہ، مطبع نولکشور

۲۔ غلام علی آزاد بلگرامی : سروآزاد، مطبع دخانی رفاہِ عام، لاہور، ۱۹۱۳ء

۳۔ سید محمد صدیق حسن خان : شمع انجمن، مطبع رئیس المطابع

۴۔ حسین قلی خاں عظیم آبادی : نشترِ عشق، نسخۂ خطی شمارہ ۲۰۱۲، نیشنل آرکائیوز، نئی دہلی

۵۔ محمد قدرت اللہ گوپاموی : نتائج الافکار، چاپخانہ سلطانی، بمبئی

6. Hermann Ethe : catalogue of Persian Manuscripts in the library of the India office, Oxford.

سرفراز خاتم النبیین نمبر

آئندہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ کو عیدِ بعثت کے موقع پر سرفراز اپنا خاتم النبیین نمبر
۲ نومبر ۱۹۶۷ء کو شائع کر رہا ہے۔ جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔ صفحات کی صحیح تعداد نمبر کی تیاری
معلوم ہوسکتی ہے۔ جو حضرات اخبار کا سالانہ چندہ مبلغ دس روپے ارسال کردیں گے انھیں یہ نمبر صرف
ڈاک کے بقدر وی۔پی کرکے مفت بھیج دیا جائے گا۔ ایجنٹ حضرات اپنے آرڈر پہلے سے بُک کرالیں
بھی اپنے اشتہار ارسال کردیں۔ اس نمبر کے لئے اشتہار کی اُجرت حسب ذیل ہوگی۔

اندر کے ٹائیٹل ۶۵ روپے فی صفحہ اندر کے صفحات ۳۵ روپے فی صفحہ ۱۸ روپے نصف صفحہ

عُنوانات

حسب ذیل ہم سے زیادہ عنوانات پر مشتمل نمبر
نبوت و رسالت اور وحی کا دینی و فلسفی تصور، مقام ختم نبوت یا آخری شریعت کا عقلی پہلو، تخلیق
عالم نوادر دینی و فلسفی نقطۂ نظر سے، حالات آباؤ اجداد رسولؐ، ولادتِ پیغمبرِ خدا از طفلی تا وفات حضرت عبدالم
رسولِ خدا تربیتِ ابوطالب میں، ازدواجی زندگی اور جناب خدیجۃ الکبریٰ کا تعارف، بعثتِ رسولؐ کے خصوصی
اور مہمات، رسولؐ کا مرتبہ فصاحت و رکلام رسولؐ کی خاص انفرادیت، تبلیغ کے سلسلے میں آنحضرت کے خطو
صلح حدیبیہ اور اُس کے اخلاقی و سیاسی پہلو، فتح مکہ، عورت محمدیؐ آئین کی روشنی میں، پیغمبر خدا کی تعدد ازدو
اس پر اصولی بحث وغیرہ وغیرہ۔

منیجر۔ ادارۂ سرفراز ناداں محل روڈ۔ لکھنؤ